نکاح کو کریں آساں کہ ہے یہ قولِ رسولؐ
نکاح وہ ہے مبارک، ہو سہل جس کا حصول

خطبۂ نکاح
بر
تقریب نکاح

از

حضرت مولانا مفتی مجدالقدوس خبیب رومی صاحب دامت برکاتہم

ناشر

مجلس ترجمان حق آگرہ

حمد و ثناء

کرتے ہیں ابتدا ہم اللہ کا نام لے کر
جو مہرباں بہت ہے رحمت میں سب سے بڑھ کر
حمد و ثنا ہو اُس کی اللہ نام جس کا
جو پالتا ہے سب کو ہے فیض عام جس کا
جو ہے رحیم و رحماں جو مہرباں ہے سب پر
کوئی نہیں جہاں میں رحمت سے اُس کی باہر
روزِ جزا کا مالک مختار یوم محشر
جس کے سوا نہ ہوگا محشر میں کوئی داوَر
تیرے ہی ہم ہیں بندے تیرا ہی دم بھریں گے
تیری ہی بندگی میں ہر دم لگے رہیں گے
چاہیں گے بس تجھی سے امداد اے خدا ہم
تجھ سے کریں گے دُکھ میں فریاد اے خدا ہم

یہ التجا ہماری مولا! قبول کرلے

ہم کو چلا وہ رَستہ جس پر چلے ہیں اچھے

انعام و فضل تیرا ہوتا رہا ہے جن پر

یعنی شہید و صالح، صدیق اور پیمبر

بس سیدھے راستے پر ہم کو لگائے رکھنا

جن پر ہے تیرا غصہ اُن سے بچائے رکھنا

اُس راستے سے بچنا ہم لوگ چاہتے ہیں

گمراہ لوگ سارے جس راستے چلے ہیں

از: حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس رومی صاحبؒ

☆☆☆

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور أنفسنا و من سيئات أعمالنا، من يهدى الله فلا مضل له و من يضلل فلا هادى له، و نشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له و نشهد أن سيدنا و مولانا محمداً عبده و رسوله صلى الله تعالىٰ عليه و سلّمَ تسليماً كثيراً كثيرا، أما بعد!

فأعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم، بسم الله الرحمٰن الرحيم

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً وَ نِسَاءً، وَّاتَّقُوْا اللهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَام، إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً۝﴾

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَاتَمُوْتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝﴾

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْداً۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ، وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً۝﴾

وقال رَسولُ اللهُ صَلی اللّٰہُ علیہ وسلم:

"النکاح من سنتی فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی". (رواہ ابن ماجۃ)

وقال رَسولُ اللهُ صَلی اللّٰہُ علیہ وسلم:

"أعلنوا ھذا النکاح واجعلوہ فی المساجد". (رواہ الترمذیؒ)

وقال رَسولُ اللهُ صَلی اللّٰہُ علیہ وسلم:

"إن اعظم النکاح برکۃً أیسرہ مؤنۃً". (رواہ أحمدؒ)

ترجمہ خطبہ مسنونہ: ہم اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد اُسی سے مدد چاہتے ہیں اور اُس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، ہم اللہ پر ایمان ویقین رکھتے ہیں اور اُسی پر اعتماد و بھروسہ کرتے ہیں اور ہم اپنے نفس کے شر اور اپنی بداعمالیوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ ہدایت دیدے اُسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور وہ جسے ہدایت نہ دے اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں

اور اس کی بھی گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سرور و آقا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے (خاص) بندے اور اُس کے (آخری) رسول ہیں، اللہ تعالیٰ آپؐ پر اور آپؐ کے تمام صحابہؓ وصحابیات، ازواجِ مطہراتؓ اور ذریاتِ طیباتؓ پر رحمت وسلامتی نازل فرمائے، آمین۔

ترجمہ آیت ۔ ۱: لوگو! اللہ سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص (حضرت آدمؑ) سے پیدا کیا، پھر اس سے اس کا جوڑا بنایا، پھر ان دونوں (آدمؑ و حواؑ) سے کثرت سے مَرد و عورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلا دیے اور خدا سے ۔جس کے نام کو تم اپنی حاجت برآری کا ذریعہ بناتے ہو۔ ڈرو اور (قطع مودتِ) ارحام سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔

ترجمہ آیت ۔ ۲: مومنو! خدا سے ڈرو، جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور (دیکھو!) مَرنا تو مسلمان ہی مَرنا۔

ترجمہ آیت ۔ ۳: مومنو! خدا سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو، وہ تمہارے اَعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص خدا اَور اُس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مُراد پائے گا۔

ترجمہ حدیث اول: نکاح میری سنت ہے، جس نے (بے عذرِ شرعی) میری سنت پر عمل نہ کیا وہ مجھ سے نہیں۔

ترجمہ حدیث دوم: اس نکاح کا اعلان کر دیا کرو اور نکاح مسجد میں کیا کرو۔

ترجمہ حدیث سوم: سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں زیادہ خرچ (اور بکھیڑا) نہ ہو۔

حضرات!

یہ نکاح محض رسم ورواج کی پابندی اور محض نفس کے تقاضے کی تکمیل نہیں، نکاح کی سنت ایک عبادت نہیں؛ بل کہ متعدد عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ اس سے ایک حکم شرعی نہیں، درجنوں اور بیسیوں شرعی احکام متعلق اور وابستہ ہیں۔ اس کا مقام قرآن شریف میں بھی ہے اور حدیث میں بھی ہے اور فقہ کی کتابوں میں تو اِس کا مستقل باب ہے؛ لیکن اس سنت سے غفلت اتنی عام ہے جتنی کسی اور سنت اور فریضہ سے نہیں؛ بل کہ اس کو اللہ کی نافرمانی، نفس کی رعونت، شیطان کی اطاعت، رسم ورواج کی پابندی کا میدان بنالیا گیا ہے۔ اس میں ہماری زندگی کے لیے پورا پیام ہے، اس کا اندازہ آپ قرآن شریف کی ان آیات ہی سے کرسکتے ہیں جن کا پڑھنا خطبۂ نکاح میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے— جو شروع میں پڑھی گئی ہیں— پہلی آیت میں نسلِ انسانی کے آغاز کا تذکرہ ہے جو اِس مبارک موقع پر نہایت مناسب اور فالِ نیک ہے کہ حضرت آدمؑ کی ایک اکیلی ہستی تھی اور ایک رفیقۂ حیات جن سے اللہ تعالیٰ نے نسلِ انسانی کی تخلیق کی، جس نے روئے زمین کو بھر دیا، اللہ تعالیٰ نے ان دو ہستیوں میں ایسی محبت والفت اور ان کی رفاقت میں ایسی برکت عطا فرمائی

کہ آج دنیا اس کی گواہی دے رہی ہے، تو خدا کے لیے یہ کیا مشکل ہے کہ ان دو ہستیوں سے جو آج مل رہی ہیں ایک کنبہ کو آباد اور ایک خاندان کو شادو بامُراد کردے۔

پھر فرماتا ہے:

"اپنے اُس پروردگار سے شرم کرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو"۔

حضرات! ساری زندگی مسلسل اور مکمل سوال ہے، تجارت، حکومت، تعلیم سب ایک طرح کے سوالات ہیں، ان میں ایک فریق سائل ہے دوسرا مسئول، پھر ہر سائل مسئول اور ہر مسئول سائل، ہم اپنے معاشرہ میں پست سے پست انسان کے سائل ہیں؛ اس لیے کہ ہر ایک کی ضرورت دوسرے سے وابستہ ہے، اس سے کوئی فردِ بشر بچ نہیں سکتا، یہی متمدن زندگی کا خاصہ ہے، یہ عقد اور یہ نکاح کیا ہے؟ یہ بھی ایک مہذّب اور مبارک سوال ہے، ایک شریف خاندان نے ایک دوسرے شریف خاندان سے سوال کیا کہ ہمارے نورِ عین اور لختِ جگر کو رفیقۂ حیات کی ضرورت ہے، اس کی زندگی نامکمل ہے، اس کی تکمیل کیجیے، دوسرے شریف خاندان نے اس سوال کو خوشی سے قبول کیا پھر وہ دونوں اللہ کا نام بیچ میں لاکر ایک دوسرے خاندان سے مل گئے اور دو ہستیاں جو کل تک

ایک دوسرے سے سب سے زیادہ بیگانہ، سب سے زیادہ اجنبی اور سب سے زیادہ دور تھیں وہ ایسی یگانہ اور قریب ہوگئیں کہ ان سے بڑھ کر یگانگت اور قرب کا تصور بھی نہیں ہوسکتا، ایک کی قسمت دوسرے سے وابستہ اور ایک کا لطف وانبساط دوسرے پر منحصر ہوگیا۔ یہ سب اللہ کے نام کا کرشمہ ہے جس نے حرام کو حلال، ناجائز کو جائز، غفلت اور معصیت کو طاعت وعبادت بنادیا اور زندگیوں میں انقلابِ عظیم برپا کردیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

''اب اِس نام کی لاج رکھنا، بڑی خودغرضی کی بات ہوگی کہ تم یہ نام درمیان میں لاکر اپنی غرض پوری کرلو اور کام نکال لو، پھر اس پُرعظمت نام کو صاف بھول جاؤ اور زندگی میں اس کے مطالبات پورے نہ کرو، آیندہ بھی اس نام کو یاد اور لاج رکھنا''۔

پھر فرمایا کہ:

''ہاں رشتوں کا بھی خیال رکھنا، واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام (اور خدا سے ڈرو جس کے نام کو تم اپنی حاجت برآری کا ذریعہ بناتے ہو اور (قطع مودت) ارحام سے (بچو)۔''

آج ایک نیا رشتہ ہورہا ہے؛ اس لیے ضرورت پڑی کہ قدیم رشتوں کا بھی ذکر کردیا جائے کہ اس رشتہ سے پہلے رشتوں کا دور اور ان کے حقوق ختم نہیں ہوجاتے، ایسا نہ ہو کہ بیوی کے رشتہ کو یاد رکھو اور ماں کے رشتہ کو بھول جاؤ یا اس کے برعکس

اور اپنے سسرالی عزیزوں کو عزیز سمجھو، اپنے گھر والوں سے منہ موڑ لو یا اس کے برعکس کرنے لگو۔ اگر کسی کے دل میں یہ خیال آئے کہ ہماری ایسی باتوں کی کون نگرانی کرے گا اور کون ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گا تو اُسے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ إن الله كان عليكم رقيباً (بے شک وشبہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے) اللہ اس پر نگراں ہے، یہ وہ گواہ ہے جو ہر وقت تمہارے ساتھ رہے گا نحن أقرب إليه من حبل الوريد (اور ہم اس کی رگِ جاں سے بھی زیادہ اُس سے قریب ہیں)۔

دوسری آیت میں ایک تلخ؛ مگر ناگزیر حقیقت کو یاد دلایا گیا ہے۔ یہ خدا کے پیغمبر ہی کی شان ہے کہ ایسی محفل مسرت وشادمانی میں ایسی تلخ حقیقت ذکر کرتے ہیں جس سے آدمی اپنے انجام سے غافل نہ ہونے پائے اور اُس دولت پر نظر رکھے جو ساتھ جانے والی اور ہمیشہ ساتھ رہنے والی ہے، وہ دولت کیا ہے؟ یہ زندگی کتنی ہی پُرمسرت، اقبال منداور طویل ہوجائے؛ مگراس کی فکر رکھنا کہ اس کا خاتمہ اللہ کی کامل فرمانبرداری اور ایمان ویقین پر ہو۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کو دنیا کے ایک کامیاب ترین انسان ــ جس کو اللہ نے فضل وکمال، دولت واقبال، جاہ وجلال اور حسن وجمال کی دولت سے مالامال کیا تھا ــ نقطۂ عروج پر پہنچنے کے بعد بھی نہ بھولنے پایا، یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی وہ دُعا یاد کیجیے جو اُنھوں نے اپنے زمانہ کے انتہائی عروج اور مرتبۂ عزت

حاصل کرہونے کی حالت میں کی تھی، اُن کے الفاظ تھے:

رب قد آتیتنی من الملک و علمتنی من تاویل الاحادیث، فاطر السموات و الارض أنت ولیي فی الدنیا و الآخرة توفنی مسلماً و الحقنی بالصالحین (یوسف: ۱۰۱)

اے میرے رب! تو نے مجھے حکومت بخشی اور مجھ کو باتوں کی تہ تک پہنچنا سکھایا، زمین و آسمان کے بنانے والے! تو ہی دنیا و آخرت میں میرا سرپرست ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا۔

اَب آخر میں قبل اِس کے کہ نوشہ کی زبان سے وہ مبارک الفاظ "میں نے قبول کیا" کے نکلیں، جس کے سننے کے لیے سب لوگ گوش برآواز ہیں، قرآن شریف پیغام دیتا ہے کہ:

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچّی اور پکّی بات زبان سے نکالو، گویا نوشہ کو یہ ہدایت دی جارہی ہے کہ وہ اپنی زبان سے نکلنے والے الفاظ کی ذمہ داری اور دوررَس نتائج کو محسوس کرے، وہ جب کہے کہ "میں نے قبول کیا" تو سمجھے کہ اُس نے کتنا بڑا اِقرار کیا ہے اور اِس سے اُس پر کتنی بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔! پھر فرمایا کہ "اگر کوئی ایسے ہی جانچ تول کر بات کہنے کا عادی بن جائے اور اُس کے اندر مستقل طور پر احساسِ ذمہ داری پیدا ہو جائے

تو اُس کی پوری زندگی اور اُس کے اقوال و اَعمال صداقت اور رَاستی کے سانچہ میں ڈھل جائیں گے، وہ ایک مثالی کردار بن جائے گا اور خدا کی مغفرت اور اُس کی رَضامندی کا مستحق ہوگا۔ پھر اس پیغام کو اس پر ختم کرتے ہیں کہ "حقیقی کامیابی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہے، نہ نفس کی پیروی میں ہے اور نہ اپنے اپنے علاقہ اور خاندان کے رَسم و رواج کی پابندی میں ہے۔ (ماخوذ اَز "ہندوستانی مسلمان": حضرت مولانا علی میاں ندویؒ)

بَرادری کی یہ رسمیں، یہ بندشیں توبہ!
کہ دِل پہ چوٹ تو لگتی ہے، کہہ نہیں سکتے!

أللهم حبب إلينا مرضاتك و مرضاة رسولك، أللهم بارك لهما وبارك عليهما و جمع بينهما بالخير، أللهم وفقنا و سائر إخواننا المسلمين للتفقه في الدين، أللهم تقبل منا إنك أنت السميع العليم، وصلى الله وسلمَ على عبده و رسوله نبينا محمد و على آله و أصحابه و أتباعه بإحسان إلى يوم الدين

مجد القدوس خبیب رومی

۱۴۴۱/۲/۴ / ۲۰۱۹/۱۰/۴ (جمعہ)

جہیز بارِ گراں بن گیا ہے ملّت پر!

از: حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس رومیؒ صاحبؒ

جہیز ہم نے نہیں تجھ کو کچھ دیا بیٹی! نہیں ہے عار، یہ تیرے لیے نہ کچھ ہیٹی
جہیز فرض نہ واجب نہ کوئی سنت ہے فقط یہ نام پہ سنت کے ایک بدعت ہے
کہیں جہیز کا ہے تذکرہ بتائیں تو نقاب چہرۂ تاریخ سے اٹھائیں تو
تھیں اہل بیت نبیﷺ گیارہ محترم ازواجؓ جہیز لائی تھیں کیا پوچھتا ہے ابنِ سراجؔ
شمار کیجئے ہم نام بھی گناتے ہیں نقاب چہرۂ تاریخ سے اُٹھاتے ہیں
جہیز کیا دیا ''ورقہ'' نے ''بی خدیجہؓ'' کو جہیز کیا دیا ''بوبکرؓ'' نے ''حمیراءؓ'' کو
''عمرؓ'' نے کیا دیا سامان ''بی بی حفصہؓ'' کو جہیز کیا ملا ''میمونہؓ'' کو ''صفیہؓ'' کو
جہیز کتنا ملا ''بی بی اُمِّ سلمہؓ'' کو تلاش کر کے ذرا کوئی بھی بتائے تو
جہیز حضرت ''سودہؓ'' کا کچھ سُراغ ملے ''جویریہؓ'' کو بھلا کیا ملا پتہ تو چلے
جہیز ''بنتِ خزیمہؓ'' ذرا بتا دیجئے جہیز ''اُمِّ حبیبہؓ'' کا کچھ پتہ دیجئے
نکاح ''اُمِّ حبیبہؓ'' تو بادشہ نے کیا مگر جہیز کا پھر بھی نہیں ہے کوئی پتا
نکاح ''بنتِ جحشؓ'' کا تو آسماں پہ ہوا جناب حق نے بھی اُن کو کیا کچھ جہیز دیا؟

بناتِ ختمِ رُسل چار تھیں خبر بھی ہے
سوائے ایک کسی اور پر نظر بھی ہے

تھیں دخترانِ نبی "زینبؓ" و "رقیہؓ" بھی
جناب "مادرِ کلثومؓ" تیسری بیٹی

جناب "فاطمہؓ" چھوٹی تھیں لاڈلی بیٹی
حضور ختمِ رُسل نے سبھی کی شادی کی

جہیز حضرت "زینبؓ" نے کتنا پایا تھا
کسی حدیث سے کوئی تو کچھ پتہ دیتا

جہیز بی بی "رقیہؓ" بھی کوئی بتلائے
جہیز "مادرِ کلثومؓ" کیا تھا فرمائے

جہیز "فاطمہؓ" لوگوں نے کر دیا مشہور
علاوہ اُن کے کہاں اور تین کا مذکور؟

جہیز "فاطمہؓ" کی سنئے اب حقیقت بھی
جہیز ہی کے لیے تو زِرہ علیؓ کی بِکی

دُلہن کی خوشبو منگائی اسی رقم سے گئی
گرہستی گھر کی بنائی اسی رقم سے گئی

دلایا ان کو مکاں بھی الگ کرایہ پر
کرے جہاں پہ سکونت سکون سے دُختر

حضورؐ باپ تھے بیٹی کے اور "علیؓ" کے وَلی
بنا کے خویش مہیا بھی خود گرہستی کی

لِکھا ہے شامیؒ نے یہ مسئلہ صراحت سے
کہ مَرد گھر کی گرہستی بھی خود مہیا کرے

خریدے پانی کے برتن، کٹورے، لوٹے، گھڑے
توا، پتیلی، لگن، سینی اور رکابی دے

جہیز جب نہیں ثابت کتاب وسُنّت سے
تو کام کیا ہے ہمیں آخر ایسی بدعت سے

جہیز ایک مصیبت ہے بلکہ آفت ہے
جہیز وجہ مذلّت ہے طوقِ لعنت ہے

جہیز بند کریں راہِ سادگی کھولیں!
غریب لوگ امیروں کے ساتھ تو ہو لیں

نکاح کو کریں آساں کہ ہے یہ قولِ رسولؐ نکاح وہ ہے مبارک، ہو سہل جس کا حصول

خدا کے واسطے مِلّت کے دَردمند اٹھیں خلافِ رسمِ جہیز آج کچھ جہاد کریں

جہیز بارِ گراں بن گیا ہے ملّت پر
پڑی ہیں بیٹیاں پاؤں کی بیڑیاں بن کر

☆☆☆

دُعائے عظمیٰ

یا اللہ العالمیں، ربِّ کریم — خالقِ کونین رحمان و رحیم
تو مرا مالک ہے اور معبود ہے — تیرے ہی ہاتھوں زیاں اور سود ہے
دے گا جو کچھ تو مجھے وہ پاؤں گی — تیرا کھاؤں گی، ترا گن گاؤں گی
کوئی بھی میرا نہیں ہے آسرا — ہے ترا ہی آسرا بَس آسرا
زندگی بھر اب رہے بس تجھ سے کام — ہو زبان و دل پہ میرے تیرا نام
تو مجھے توفیق دے طاعات کی — اچھّے کاموں کی اور اچھی بات کی
تقویت تقوے سے مجھ کو ہو عطا — راہِ حق چلتی رہوں میں بے خطا
تو حفاظت کر مری شیطان سے — صحبت بد سے برے انسان سے
دے مجھے دارین میں فوز و فلاح — نورِ ایماں بخش دے صدق وصَلاح
عافیت، عزّت اور عفّت دے مجھے — علم کی دولت دے، حکمت دے مجھے
تو نہ کر محتاج مجھ کو غیر کا — اپنا ہی طالب بنا اور خیر کا
ہو نہ کچھ شرمندگی دارَین میں — پاؤں اچھّی زندگی دارَین میں

یہ دُعا رومؔی کی ہو جائے قبول
حشر میں ہاتھ آئے دامانِ رسول